فضائل ومسائل عیدقربان

عبدالرحمٰن عزیزالہ آبادی
ادارہ امر بالمعروف حسین خانوالہ پتوکی

(۱)عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طرح ذوالحجہ کے عشرہ اول کی فضیلت بھی احادیث میں بہت آئی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: **مامن ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ من ھذہ الایام العشرۃ.**

جس قدر اللہ عزوجل کونیک کام ان دنوں (عشرہ ذوالحجہ) میں پسند ہے باقی دنوں میں پسند نہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا بھی (اتنا پسند) نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، البتہ وہ شخص جو اپنا مال وجان لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلا اور اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لایا (یعنی شہید ہوگیا اور اس کا مال لوٹ لیا گیا) [صحیح بخاری ج اص ۱۳۲، ترمذی ج اص ۹۴، ابن ماجہ ص ۱۲۴، مشکوٰۃ ج اص ۱۲۸]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مامن ایام افضل عند اللہ من ایام عشرۃ ذی الحجۃ.**

[مسندابویعلی بسند صحیح،فتح الباری]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ سے کوئی دن افضل نہیں اور ترغیب میں ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں امام کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اس عشرہ میں اعمالِ صالحہ سب دنوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اگرچہ جہاد فی سبیل اللہ ہی کیوں نہ ہو، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رحمت کائنات ﷺ نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل عشرہ ذی الحجہ میں کیے جانے والے عمل سے زیادہ پسندیدہ نہیں ان دنوں میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں برابر اور ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام برابر ہے۔ [ترمذی بسند ضعیف ج اص ۹۴، ابن ماجہ ج اص ۱۲۴، مشکوٰۃ ج اص ۱۲۸]

لہٰذا ان دنوں میں ذکر اللہ بکثرت کرنا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مامن ایام اعظم عنداللہ ولا احب الی اللہ العمل فیھن من ایام العشر فاکثروا فیھن من التسبیح والتحمید والتھلیل والتکبیر. [رواہ الطبرانی بسند جید والبیھقی بسند لاباس بہ]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ذوالحجہ میں کیے جانے والے عمل سے بڑھ کر نہ کوئی عمل افضل ہے اور نہ ہی پسندیدہ، لہٰذا ان دنوں میں بکثرت سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہا کرو۔

(۲)تکبیرات:

تکبیرات کا آغاز بھی ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی کردینا چاہیے، خصوصاً نو ذوالحجہ سے زیادہ ہی تکبیرات پڑھی جائیں جو تیرہ تاریخ عصر تک جاری رکھیں پنجگانہ نماز اور نوافل کے علاوہ بھی اس قدر باآواز بلند پڑھیں کہ ذکرالٰہی سے آسمان وزمین کی فضائیں گونج اٹھیں کیونکہ تعاملِ صحابہ یہی ہے۔ [فتح الباری پ ۴ ص ۵۲۴ تا ۵۲۶ طبع ہندی]

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا وللہ الحمد. ایضاً

اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد. [دارقطنی]

(۳)قربانی کی فضیلت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ انسان کے قربانی کے دن خون بہانے سے زیادہ کوئی پسندیدہ عمل نہیں کیا۔

وانہ لیأتی یوم القیامۃ بقرونھا واشعارھا واظلافھا وان الدم یقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوابھا نفسا.

بلاشبہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا، قربانی کا خون گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک عالی مقام پر گرتا ہے تم دل کی خوشی سے قربانی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کرو۔[ترمذی باب ماجاء فی الاضحیة ج۱ ص۱۸۰، ابن ماجه ثواب الاضبحة ص۲۲۶ مشکوٰة المصابیح باب الاضبحة ص۱۲۸ جلداول]

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوجا اور اپنی قربانی کے پاس چلی جا اس کے خون کے پہلے قطرے کے گرتے ہی تیرے سب گناہ معاف ہوجائیں گے (بزار) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہ کھڑی ہوجا اور اپنی قربانی کے پاس چلی جا اس کے گرنے والے خون کے پہلے قطرے کے ذریعے تجھے ہر گناہ سے بخشش مل جائے گی اور اس کے خون اور گوشت کو لایا جائے گا اور ستر (۷۰) گنا کر کے تیرے ترازو میں رکھ دیا جائے۔

[ترغیب اصبهانی ج ا ص ۱۴۵ سند الاباس به]

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قربانی کے بارہ میں آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، دوبارہ سوال کیا کہ ہمیں کیا ملے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہر بال کے بدلے نیکی اور اون کے بارے میں فرمایا:

بكل شعرة من الصوف حسنة. یعنی اون کو بھی بالوں میں شمار کیا۔[رواہ احمد، ابن ماجہ ص۲۲۶ مشکوٰۃ ص۱۲۹ جلداول]

اور جس شخص کو اتنی وسعت (مالی طاقت) ہی نہیں کہ وہ قربانی کر سکے اس کے لیے ضروری ہے کہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے پہلے اپنی حجامت مکمل طور پر بنا لے تو اللہ عزوجل کے نزدیک اس کی قربانی پوری ہوجائے گی۔

[نسائی باب من لم يجد الاضحية ج۲ ص ۲۰۱، مشکوۃ ج ۱ ص ۱۲۹ ، ابوداود باب ایجاب الاضاحی ج۲ ص۳۸۵]

(۴) قربانی کے جانور کی عمر:

کتب احادیث کی ورق گردانی سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ قربانی کے جانور کی عمر مُسِنَّہ (دودانت والا) ہے اس کے ماسوا کھیرا جانور قربانی کرنا صحیح نہیں، بعض احادیث میں مشکل کے پیش نظر کھیرا جانور قربانی کرنے کی رخصت بھی آئی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے:

لاتذبحوا الامسنة الا ان يعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضأن. [باب الاضحية ج ا ص ۱۵۵]

دودانت والے جانور کے سوا قربانی میں کوئی جانور ذبح نہ کرو اگر ایسا جانور میسر نہ ہو تو کھیرا چھترا ذبح کرو۔ جذعة من الضأن بھیڑ کا چھترا یا دنبہ ہے جو ایک سال کا ہو۔

چنانچہ لغت کی مشہور کتاب مجمع البحار (جو علماء حنفیہ میں مسلم ہے) میں ہے:

الجذعة من الضأن ماتمت له سنة.[ج ا ص ۱۸۱]

یعنی بھیڑ کا کھیرا مینڈھا وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو اور بذل المجہود شرح ابوداود میں ہے کہ فی اللغة ماتمت له سنة.[ج۴ ص ۷۱]

جذعہ وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو۔

اسی طرح فتح الباری میں حافظؒ نے جمہور کا مسلک یہی بتایا ہے: الجذعة من الضأن ماا كمل السنة وهو قول الجمهور. [پارہ:۲۳]

لیکن بکری کی جنس سے کھیرا جانور قربانی کرنا بالکل ہی ناجائز ہے نبی کریم ﷺ نے صرف حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کو اس لیے اجازت دی تھی کہ اس نے اپنی قربانی نماز سے پہلے ذبح کر دی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو بکری کا گوشت ہے قربانی قبول نہیں تو حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میرے پاس بکری کا کھیرا پٹھورا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا ذبح کرو۔ ولاتصلح لغيرك.

[صحيح بخاری ج ۲ ص ۸۳۴، صحيح مسلم ج ۲ ص ۱۵۴ ، ابن ماجه ص ۲۲۸، ابوداود ج ۲ ص ۳۸۷]

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں ارقام فرماتے ہیں کہ

الجذعة من الضأن لايجزى مطلقا سواء كان من الضأن ام من غيره.[فتح الباری مطبع هندى ج ۱۰ ص ۱۲]

یعنی کھیرا جانور مطلقاً جائز نہیں بھیڑ کی جنس سے ہو یا کسی اور جنس (اونٹ، گائے، بکری) سے تعلق رکھتا ہو۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۵) عیب دار جانور:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار قسم کے جانور قربانی کے قابل نہیں، ا۔لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو،۲۔اندھا کانا جس کا اندھا کانا پن ظاہر ہو،۳۔ بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو،۴۔لاغر کمزور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

[ابوداود ج۲ص ۳۸۷،ترمذی ج اص ۱۸۱،نسائی ص ۲۰۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۸ جلد اول]

جس کا سینگ ٹوٹا ہو، سینگ کی ٹوپی اتر گئی ہو، کان کٹا ہو، کان چرے ہوئے ہوں یا کان میں سوراخ ہو، یہ جانور قربانی کے لائق نہیں یعنی ان جانوروں کی قربانی عنداللہ مقبول نہیں۔[ابوداود ج۲ص ۳۸۷،ترمذی ج اص ۸۱،نسائی ج ۲ص ۲۰۲،ابن ماجہ ص ۲۲۷]

قربانی کا جانور خریدنے یا متعین کرنے کے بعد اگر عیب لگ جائے تو البتہ گنجائش ہے، جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے، حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے قربانی کے لیے ایک مینڈھا خریدا پھر بھیڑیا اس کے سرین یا کان کاٹ کر لے گیا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارہ میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قربانی کرو۔

[ابن ماجہ ص ۲۲۷]

(۶) فروخت اور تبادلہ:

قربانی کا جانور متعین کرنے کے بعد اس کو فروخت کرنا یا اس کا تبادلہ کرنا نا جائز ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک عمدہ جانور (بھیڑ یا بکری) مکہ مکرمہ بھیجنے کا ارادہ کیا، بعد ازاں انہوں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ میں اس قربانی کو فروخت کر کے اونٹ خرید لوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں'' اسی کو ذبح کرو۔[مسند احمد]

تبادلہ کے بارہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

من عين اضحية فلا يستبدل بها.

قربانی کا جانور متعین کرنے کے بعد اس کا کسی سے تبادلہ نہ کرو۔

اگر چہ اس روایت کی سند پر جرح ہے مگر اس مضمون کی دوسری صحیح روایت بھی موجود ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تبادلہ سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا **وعینتموها للاضحية فقال نعم فكرهه.**[تلخیص] کیا تم نے اس جانور کو قربانی کے لیے متعین کیا ہے۔

انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے تبادلے کو برا سمجھا۔

(۷) جانور کو لٹانا:

جانور کو بائیں جانب لٹانا احسن طریقہ ہے، چنانچہ امام نووی فرماتے ہیں کہ **واتفق العلماء وعمل المسلمين على ان الضحايا يكون على جانبها الايسر لانه سهل على الذابح فى السكين باليمين وامساك رأسها باليسار.**[نووی]

جملہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے اور تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے کہ قربانی کے جانور کو بائیں کروٹ لٹانا چاہیے کیونکہ ذبح کرنے والا آسانی سے چھری کو دائیں ہاتھ میں اور ذبیحہ کا سر بائیں ہاتھ سے پکڑ سکتا ہے۔

ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کرنا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ **اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح وليحد احدكم شفرته ثم ليرح ذبيحته.**[نسائی باب حسن الذبح ج۲ ص ۲۰۶]

جب تم ذبح کرو تو بطریق احسن ذبح کرو اور اپنی چھری کو تیز کر لو اور جانور کو آرام دو۔بہتر ہے قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگدار، کالے اور سفید دو مینڈھوں کی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔[نسائی ج ۲ص ۳۰۷،ابن ماجہ ص ۲۲۸]

اگر کسی دوسرے شخص سے قربانی ذبح کرائے تب بھی جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ اونٹوں کو خود ذبح کیا اور کچھ اونٹوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا۔

[نسائی ص ۲۰۷ جلد دوم]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۸) دعا:

قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن دو دو بنے سینگدار ابلق خصی کو جب ذبح کرنا چاہا تو ان کو قبلہ رخ لٹا کر یہ دعا پڑھی: **انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض علی ملة ابراهیم حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین لاشریک له وبذالک امرت وانا من المسلمین اللهم منک ولک عن............ ...... بسم الله والله اکبر**. [ابوداود ج۲ ص۳۸٦،مشکوۃ ج ۱ ص ۱۲۸]

(۹) قربانی کتنے دن تک جائز ہے؟:

امت محمدیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ قربانی کا وقت عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد شروع ہوجاتا ہے جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جس نے نماز عید سے پہلے ذبح کیا اس نے اپنے کھانے پینے کے لیے ذبح کیا اور جس نے نماز عید کے بعد ذبح کیا اس نے اپنی قربانی پورے طور پر ادا کی اور مسلمانوں کے طریقے کے مطابق عمل کیا۔ [صحیح بخاری ج۱ ص۱۳۲،مشکوٰۃ ج۱ ص۱۲٦]

لیکن اس میں اختلاف ہے کہ قربانی کا آخری وقت کیا ہے؟ جمہور کے نزدیک یوم العید وایام التشریق (یعنی چار دن) امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، اور امام احمدؒ کے ایک قول میں تین دن بمعہ یوم عید اور بعض کے نزدیک ایک دن ہے، ہر سہ اقوال سے ارجح قول یہی ہے کہ یوم عید کے علاوہ تین دن قربانی جائز ہے اور جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ، امام شافعیؒ کا قول ارقام فرماتے ہیں کہ قربانی کا آخری وقت یوم النحر اور ایام تشریق ہیں اور یہی مذہب حضرت علی، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت عبداللہ بن عباس، (رضی اللہ عنہم) عطاء، حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، فقیہ اہل شام سلیمان بن موسی اسدی، مکحول داود ظاہری کا ہے۔ حافظ ابن قیم ارقام فرماتے ہیں کہ **قال علی بن ابی طالب رض ایام النحر یوم الاضحی وثلثة بعده وهو مذهب امام اهل البصرة الحسن وامام اهل مکة عطاء بن ابی رباح ، وامام اهل الشام الاوزاعی وامام فقهآء اهل الحدیث الشافعی واختار ابن المنذر**. [زادالمعاد لابن قیم ج ۱ ص ۲۴٦]

خلاصہ یہ ہے کہ بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قربانی کا وقت یوم عید اور تین دن بعد ہے اہل بصرہ کے امام حسن، اہل مکہ کے امام عطاء بن ابی رباح، اہل شام کے امام اوزاعی اور فقہاء اہلحدیث کے امام شافعی کا یہی مذہب ہے اور ابن منذر نے بھی اسی کو پسند کیا ہے۔

کتاب الاختیارات میں امام ابن تیمیہ رقم طراز ہیں:

واخر وقت الاضحیة اخر ایام التشریق وهو مذهب الشافعی

قربانی کا آخری وقت ایام تشریق کا آخری دن ہے۔

امام شوکانی نے نیل الاوطار ج۴ ص۳۵۹ اور علامہ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۵۳ میں اس مسلک کی تائید کی ہے اور اس کو جملہ اقوال سے ارجح بتایا ہے۔

(۱۰) نماز عید کا وقت:

عیدالاضحیٰ کی نماز، عیدالفطر کی نماز سے پہلے پڑھنی چاہیے، چنانچہ شوکانی ارقام فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عیدالفطر کی نماز سورج بقدر دو نیزہ بلند اور عیدالاضحیٰ کی نماز سورج بقدر ایک نیزہ ہونے پر پڑھاتے تھے۔ [نیل الاوطار مصری ج۲ ص۳۴۸]

حضرت ابوالحویرث رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ (جب وہ نجران میں تھے) کو لکھا کہ عیدالفطر کی نماز تاخیر سے پڑھیں اور عیدالاضحیٰ کی نماز جلدی پڑھیں۔ [مشکوٰۃ ج۱ ص۱۲۷]

نماز عید بغیر شرعی عذر کے مسجد میں پڑھنی مکروہ ہے، چنانچہ امام ابن قیم نے نبی کریم ﷺ کے دائمی فعل کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

وکان فعلها فی المصلی دائما ولم یصل العید فی المسجد الا مرة اصابهم المطر. [زادالمعاد ج ۱ ص ۱۲۱]

یعنی نبی علیہ السلام نے عید کی نماز ہمیشہ کھلے میدان میں ادا کی، ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے مسجد میں پڑھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے نماز عید مسجد میں پڑھائی۔ [ابوداود ج۱ ص۱٦۴، ابن ماجہ ص۹۳، مشکوٰۃ ج۱ ص۱۲٦]

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

شیخ عبدالقادر جیلانی ارقام فرماتے ہیں کہ

ان تقام فی الصحرآء وتکرہ فی الجامع الا لعذر. [غنیة الطالبین مطبوعہ صدیقی ص ۵۴۹]

عید جنگل میں پڑھنی بہتر ہے بغیر کسی عذر کے مسجد میں پڑھنی مکروہ ہے۔

(۱۱) مستورات عیدگاہ میں:

اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے کہ مستورات عیدگاہ میں جائیں یا نہ؟ فقہاءِ حنفیہ کلاًّ وجزءً عورتوں کو عیدگاہ میں جانے سے روکا ہے مگر محققین علماء عورتوں کو عیدگاہ میں جانے کے قائل ہیں۔

چنانچہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہمیں دربارِ نبوی (ﷺ) سے حکم ملا کہ سب نوجوان عورتیں حتی کہ حیض والی عورتیں بھی عیدگاہ میں جائیں تاکہ وہ مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں، لیکن حائضہ عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔ [صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۳، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۹۱، ابن ماجہ ص ۹۲، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۲۵]

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی صاحبزادیوں اور اپنی بیویوں کو عیدگاہ میں لے جایا کرتے تھے، رضی اللہ عنہن۔ [ابن ماجہ ص ۹۳]

ان روایات سے اظہر من الشمس ہے کہ عورتوں کو عیدگاہ میں لے جانا ضروری ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ اللہ اور مولانا انور شاہ کاشمیری نے العرف الشذی ص ۲۴۴ پر اس مسئلہ کو واضح کیا ہے کہ

اصل مذہبنا جواز خروج النسوان فی العیدین.

ہمارا اصل مذہب یہ ہے کہ عورتوں کو عیدگاہ میں لے جانا جائز ہے۔

نوٹ: لیکن یہ ضروری ہے کہ مستورات باپردہ عیدگاہ میں جائیں، ظاہری زیب وزینت سے گریز کریں اور خوشبو سے مکمل پرہیز کریں، ورنہ نیکی برباد گناہ لازم کے مترادف ہوگا۔ عزیز

(۱۲) طریقہ نماز:

نماز عیدین میں اذان واقامت کی ضرورت نہیں اور نہ ہی پیغمبر اعظم ﷺ نے کہلوائی۔ [صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۸۹، ابوداود ج ۱ ص ۱۶۲]

نماعید جمہور کے نزدیک سنت موکدہ ہے مگر آپ ﷺ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین کی اس پر مداومت سے اس کا وجوب ثابت ہوتا ہے، چنانچہ صاحب سبل السلام ارقام فرماتے ہیں

کہ **ووجوبه وهو الظاهر من مداومته ﷺ والخلفاء من بعده.** [سبل السلام مطبوعہ مصر ج ۱ ص ۱۷۳]

اس نماز کی دو رکعتیں ہیں اور کچھ زائد تکبیریں بھی کہی جاتی ہیں، پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قراءت سے پہلے کہی جاتی ہیں۔ چنانچہ

حضرت کثیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ **ان النبی ﷺ کبر فی العیدین فی الاولی سبعا وفی الاخرة خمسا قبل القراءة.** [ترمذی ج ۱ ص ۷۰، ابن ماجه ص ۹۱، مشکوة ج ۱ ص ۱۲۶، موطا امام مالک باب ماجاء فی التکبیر والقراءة فی صلوة العیدین]

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کے علاوہ پہلی رکعت میں سات تکبیریں قبل از قراءت اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قبل از قراءت کہیں۔ [بیہقی ج ۲ ص ۲۸۶، دارقطنی ج ۱ ص ۱۸۱]

ابوداود میں بھی ایک روایت ہے جسے امام احمد، امام علی بن مدینی اور امام بخاری نے صحیح کہا ہے۔ [ابوداود ج ۱ ص ۱۶۳]

اور تلخیص الحبیر ص ۱۴۴ پر یہ روایت ہے کہ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں نبی مکرم ﷺ سے قولاً وفعلاً مروی ہیں اور جامع ترمذی بمعہ تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۵۶ پر حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت ہے جسے امام بخاری نے صحیح کہا ہے۔ [الجواہر منتقی ص ۲۸۶ جلد دوم] اور مغنی لابن قدامہ میں ہے کہ

سبع فی الاولی وخمس فی الاخرة هو اولی ماعمل به روی عن النبی ﷺ من طرق حسان من حدیث عبدالله بن عمر وعائشه وعمر وبن عوف ولم یروعنه من وجه قوی ولا ضعیف خلاف هذا. [مغنی لابن قدامه ج ۲ ص ۲۳۹]

خلاصہ یہ ہے کہ بارہ تکبیروں والی روایات پر عمل بہتر ہے کیونکہ وہ متعدد حسن سندوں سے مروی ہیں ان کے خلاف قوی یا ضعیف کسی قسم کی حدیث نہیں مل سکی۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

(۱۳) مسنون سورتیں اور خطبہ:

نماز عیدین کی پہلی رکعت میں امام کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سورۃ الاعلی اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ اور کبھی پہلی رکعت میں ق و القران المجید اور دوسری میں سورۃ القمر تلاوت فرماتے تھے۔

[صحیح مسلم ج ا ص ۲۹۱، ترمذی ج ا ص ۴۰، ابوداود ج ا ص ۱۶۳، ابن ماجہ ص ۹۱، مشکوۃ المصابیح ج ا ص ۸۰]

خطبہ نماز عید کے بعد ہونا چاہیے۔ [صحیح بخاری ج ا ص ۱۳۱، صحیح مسلم ج ا ص ۲۸۹، ابن ماجہ ص ۹۰]

خطبہ کے لیے منبر کی ضرورت نہیں۔ [زاد المعاد ج ا ص ۱۲۲]

خطبہ کا سننا بھی ضروری ہے۔ [موطا امام مالک]

(۱۴) مبارک باد:

عید کے دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس میں ملاقات کرتے تو کہتے: **تقبل الله منا و منک**. [فتح الباری ج ا ص ۵۱۸]

☆............☆............☆

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com